مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوت

ہفت روزہ — کراچی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
زندگی کو دیکھنا ہو تو قرآن مجید کو
پڑھ لو اور دیکھ لو۔

جلد ۲ — ۱۰ فروری تا ۱۶ فروری ۱۹۸۴ء مطابق ۸ تا ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ — شمارہ ۳۵

خصائل نبویؐ برشمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے کے طرز کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمہ اللہ

۱۔ حدثنا احمد بن منیع حدثنا ھشیم انا عاصم الاحول ومغیرۃ عن الشعبی عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم شرب من زمزم وھو قائم۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم کا پانی کھڑے ہونے کی حالت میں نوش فرمایا۔

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہوکر پانی پینے کی ممانعت بھی آئی ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث کے ذیل میں اس کا مفصل ذکر آئے گا۔ اس بناء پر بعض علماء نے زمزم پینے کو بھی اس ممانعت میں داخل فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نوش فرمانے کو ازدحام کے عذر، یا بیان جواز پر حمل فرمایا ہے لیکن علماء کا مشہور قول یہ ہے کہ زمزم اس نہی میں داخل نہیں اس کا کھڑے ہوکر پینا افضل ہے۔

۲ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا محمد بن جعفر عن حسین المعلم عن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشرب قائمًا وقاعدًا

۲۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے دونوں طرح پانی پیتے دیکھا۔

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت میں بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف میں ابوہریرہ رضؓ سے روایت آئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر کوئی شخص پانی نہ پئے۔ اگر بھول کر پی لے تو قئے کر دے۔ علماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل میں اور ممانعت میں چند وجوہ سے جمع کیا ہے۔ بعض علماء اس کا عکس فرماتے ہیں کہ کھڑے ہوکر پینے کی روایتیں ناسخ ہیں۔ ممانعت کے لئے لیکن مشہور قول یہ ہے کہ ممانعت حکم شرعی اور تحریمی نہیں بلکہ آداب کے طریقہ سے ہے نیز شفقت اور رحمت کے باب سے بھی ہے اس لئے کہ ابن قیمؒ وغیرہ نے کھڑے ہوکر پانی پینے کی چند مضرتیں بتلائی ہیں الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہوئے نوش فرمانا بیان جواز کے لئے ہے تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ ممانعت کی وجہ سے کھڑے ہو کر پانی پینا حرام نہیں البتہ خلاف اولیٰ اور مکروہ ہے۔

۳ حدثنا علی بن حجر حدثنا ابن المبارک عن عاصم الاحول عن الشعبیؒ عن ابن عباس قال سقیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم من زمزم فشرب وھو قائم۔

۳۔ ابن عباس رضؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوئے نوش فرمایا۔

فائدہ: باب کی پہلی حدیث میں اس کا ذکر گذر چکا ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

فی پرچہ ۱- ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، دوبئی، شارجہ، دوحہ، ابوظہبی، اردن اور شام	۲۴۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۸۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

فون نمبر ۲۱۶۱

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع:۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت:۔ ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

○ خصائل نبوی

حضرت شیخ الحدیث صاحب رح ۲

○ ربوہ میں مسلمان طلبہ پر تشدد ۳

○ ابتدائیہ ۶

○ قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب

مولانا تاج محمد صاحب ۷

○ شرمناک فرار

مولانا منظور احمد الحسینی ۹

○ قادیانی فتنہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رح ۱۳

○ پیغمبر اسلام اور شاعر

مولانا سعید احمد جلال پوری ۱۷

○ محبت رسولؐ

مولانا محمد اقبال صاحب رنگونی مانچسٹر ۱۹

○ مولانا تاج محمودؒ کو خراج عقیدت ۲۱

○ تعزیتی جلسہ کی رپورٹ

مولانا منظور احمد الحسینی ۲۳

○ نظم ۲۴

شعبہ کتابت

حافظ عبدالستار واحدی

حافظ گلزار احمد

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

ربوہ میں مسلمان طلبہ پر تشدد

فیصل آباد، ۲۶ جنوری، نمائندہ جسارت / اسلامی جمعیت طلباء فیصل آباد زون کے ناظم اور صوبائی مجلس شوریٰ کے رکن ڈاکٹر سید احسان اشرف نے کہا ہے کہ مرزائیوں کو غنڈہ گردی سے روکا جائے۔ ورنہ ان حرکتوں سے ملک کی صورت حال کسی طرح بھی پر امن نہیں رہ سکتی۔ انہوں نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ گذشتہ دنوں تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں شعبۂ اسلامیات کے ایک استاد حافظ محمد یوسف نے اسلامیات کے لیکچر کے دوران ختم نبوت کا نصاب شروع کیا۔ تو چند مرزائی طلبہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ متنازعہ مسئلہ ہے آپ اس کو بیان نہ کریں۔ اس پر استاد نے کہا کہ یہ ہمارے نصاب کا حصہ ہے۔ اس لئے لازمی طور پر پڑھایا جائے گا۔ اس پر مرزائی طلباء نے کہا۔ کہ ایسا نہیں ہوگا۔ جواب میں چند مسلمان طلبہ نے اس بات پر زور دیا کہ استاد اس موضوع پر اپنا لیکچر شروع کریں۔ اس اثناء میں مرزائی طلبہ نے مسلمان طلبہ کو دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ اور کہا کہ وہ اس سے نمٹ لیں گے۔ ۲۴ جنوری کو ۲ مسلمان طلبہ نور خان اور افتخار احمد جب اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ کالج کے اوقات کے بعد اپنے گھروں کے لئے بس پر سوار ہوئے تو بغیر نمبر پلیٹ کی ایک کار نے بس کا تعاقب شروع کر دیا۔ اور ربوہ کے بس اسٹاپ پہ جب بس رکی تو کار سے مسلح افراد جن میں یوسف ڈوگر شیر افضل شامل تھے۔ اترے۔ انہوں نے بس سے نور خان کو کھینچ کر نکالا اور مارنا شروع کر دیا اور کہا کہ تم کو جان سے مار دیا جائے گا۔ اور تمہاری لاش چناب میں بہا دی جائے گی۔ عام لوگوں اور طلباء نے اس طالبعلم کی جان بچائی اور مسلح افراد دھمکیاں دیتے ہوئے فرار ہو گئے ۲۵ جنوری کو ربوہ کالج میں مسلمان طلباء نے جلوس نکالا۔ اور جلسہ کیا اور اس ناخوشگوار واقعے کی اطلاع مقامی انتظامیہ کو بھی دی۔ لیکن کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ سید احسان اشرف نے کہا کہ یہ سارا واقعہ ایک منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے۔ اور اسے قادیانیوں نے پوری طرح سوچ سمجھ کر تیار کر رکھا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس واقعہ کی مکمل تحقیقات کرائی جائے۔ اور اس میں ملوث افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ انہوں نے گورنر پنجاب سے بھی اپیل کی ہے کہ آئینی طور پر اقلیت قرار دیئے جانے والے قادیانیوں کو عملی طور پر بھی اقلیت قرار دیا جائے۔ اور انہیں غنڈہ گردی سے روکا جائے۔ (روزنامہ جسارت ۲۷ جنوری ۱۹۸۴ء)

فیصل آباد، ۲۸ جنوری، (نمائندہ جسارت) فیصل آباد میں آج طلبہ نے گذشتہ دنوں ربوہ میں مسلمان طلبہ پر مرزائی عناصر کے تشدد کے خلاف بھرپور احتجاج کیا ہے۔ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں طلبہ نے احتجاجی جلوس نکالا اور جلسہ کیا۔ اور اس واقعہ کی مذمت کی۔ کالج میں ۲ روز کے لئے کلاسوں کا بائیکاٹ کر دیا گیا ہے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں بھی طلبہ نے بھی احتجاجی جلوس نکالا۔ جس سے اسلامی جمعیت طلباء کے رہنماؤں سید احسان اشرف اور محمد شفیق بٹ نے خطاب کیا۔ گورنمنٹ کالج چنیوٹ کے طلبہ نے بھی احتجاج کے طور پر کلاسوں کا بائیکاٹ کیا۔ آج جامع مسجد کچہری بازار فیصل آباد میں ایک احتجاجی جلسہ ہوا۔ جس سے تحریک اسلامی پنجاب کے نائب امیر چوہدری لعل دین سلیم اور اسلامی جمعیت کے رہنماؤں سید احسان اشرف خرم عباس اور عبد المتین نے خطاب کیا انہوں نے کہا کہ مرزائیوں کے موجودہ خلیفہ نے دھمکی دی ہے۔ کہ وہ مسلمانوں سے نمٹ لیں گے۔ مولانا اسلم قریشی کا اغوا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ گذشتہ دنوں مسجد احرار ربوہ کے امام مولانا غلام یٰسین پر بھی مرزائی عناصر نے تشدد کیا ہے۔ اور محمدیہ مسجد کے امام مولانا شبیر احمد کی بھی تذلیل کی۔ ہے اس سال مرزائیوں نے ۱۲ ارب روپے کی کثیر رقم اپنی تبلیغ کے مقاصد کے لئے مخصوص کی ہے۔ مقررین نے کہا کہ اسلام اور پاکستان کے خلاف اگر ان کی سازشیں کامیاب ہو گئیں تو پھر یہاں افغانستان سے بھی زیادہ بدتر حالات ہوں گے۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ

باقی صفحہ ۱۲ پر

مجلہ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا یہ قادیانی غنڈہ گردی کی انتہا نہیں؟

گذشتہ دنوں ربوہ میں قادیانی طلبہ نے مسلمان طلبہ پر قاتلانہ حملہ کر کے ان کی اسلامی غیرت کو ایک بار پھر للکارا مسلمان طلبہ کا جرم یہ تھا کہ وہ نصاب کے مطابق "ختم نبوت" کا لیکچر سننا چاہتے تھے. جبکہ قادیانی طلبہ نے "ختم نبوت" کو متنازعہ مسئلہ کہہ کر لیکچر سننے سے انکار کر دیا. کیا یہ کھلی ہوئی بغاوت نہیں!

لیکچر سننے یا نہ سننے کا مسئلہ تو صرف ایک بہانہ ہے. در اصل قادیانی ملک کے اندر دنگا فساد برپا کرنا چاہتے ہیں. گذشتہ ایک عرصہ سے قادیانی سربراہ مرزا طاہر اپنی پارٹی کے لوگوں کی جس نہج پر تربیت کر رہے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کسی خطرناک عزائم کی تکمیل کے لئے منصوبہ بنا رہے ہیں

ربوہ میں رُونما ہونے والا تازہ واقعہ کو معمولی قرار دینا سنگین غلطی ہوگی. ۱۹۷۴ء میں بھی قادیانی غنڈوں نے نہتے طلبہ پر حملہ کیا تھا. اس پر جو کچھ ہوا وہ سب کے سامنے ہے اس واقعہ سے پورے ملک میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے.

ہم کسی تحریک کے حق میں نہیں، نہ ہی ملکی حالات اس کی اجازت دیتے ہیں. لیکن قادیانیوں کی موجودہ باغیانہ روش سے مسلمانوں کے اندر ہی اندر لاوا پک رہا ہے. جو کسی بھی وقت خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے بہتر یہ ہوگا. حکومت اب بلا تاخیر قادیانی سرگرمیوں کا نوٹس لیتے ہوئے اس کا سدِ باب کرے. ربوہ کے اس واقعے کی اطلاع یقیناً اہل اقتدار تک پہنچی ہوگی. وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مولانا محمد اسلم قریشی کے اغواء اور اس کی عدم بازیابی نے مسلمانوں میں سخت بے چینی پیدا کر دی ہے. اس کے باوجود خاموش رہنا کہاں تک درست ہے؟ یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے. ہم تک تازہ ترین جو اطلاع پہنچی ہے اس کے مطابق حملہ آوروں کو اگرچہ گرفتار کر لیا گیا ہے. لیکن ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ ربوہ کی موجودہ انتظامیہ مسلمانوں کے تحفظ میں ناکام ہو چکی ہے. کیا یہ قادیانی غنڈہ گردی کی انتہا نہیں کہ بغیر نمبر پلیٹ کی کار میں مسلح قادیانی سوار ہو کر اس بس کا تعاقب کریں. جس میں مسلمان طلباء سوار ہیں؟ اور پھر عین ربوہ کے بس اسٹاپ پر جو تھانہ ربوہ کے بالکل قریب واقع ہے. مسلمان طلبہ کو بس سے کھینچ تان کر نیچے اتاریں اور پھر قاتلانہ حملہ کر کے فرار ہو جائیں. سوال یہ ہے کہ اس دوران پولیس کیا کرتی رہی؟ یہ جگہ ایسی بھی نہیں کہ پولیس کی نظروں سے اوجھل ہو. ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ انتظامیہ کی سب سے بڑی کوتاہی تھی. ایک ایسی جگہ جہاں کفر کا مرکز ہو اور جن کے لب و لہجہ سے بغاوت عیاں ہو. وہاں پولیس کے عملہ کا چاق و چوبند نہ ہونا مسلمانوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا کرتا ہے.

ہم احتجاج کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ حملہ آوروں پر مقدمہ چلا کر قانون کے مطابق سزا دے.

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام تعزیتی جلسہ

ترتیب : منظور احمد الحسینی

مجاہد ختم نبوت ایڈیٹر ہفت روزہ لولاک۔ حضرت مولانا تاج محمود کی یاد میں مورخہ ۲۶ ر جنوری بروز جمعرات بعد نماز عشاء ایک تعزیتی جلسہ الحاج لال حسین امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب، مولانا محمد زکریا صاحب، مولانا اکرام الحق خیری ایم اے، جناب شفیق ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کراچی، مولانا محمد انور فاروقی، مولانا سعید احمد جلال پوری جناب عبد الرحمٰن یعقوب باوا۔ اور مولانا منظور احمد الحسینی نے مولانا تاج محمود کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا جبکہ سواد اعظم کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد اسفند یار دفتر تشریف لائے مگر اپنی علالت کے باعث تقریر سے معذوری ظاہر کی۔

مولانا مفتی ولی حسن صاحب نے اپنے طویل خطاب میں کہا۔ کہ آج دنیا میں ہر طرف اختلاف ہی اختلاف نظر آتا ہے کہیں مذاہب کا، کہیں رائے کا۔ مگر ایک حقیقت کبریٰ "موت" ہے۔ جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ اس دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جو آخری سانس تک دین متین کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ انہی میں سے مولانا تاج محمود بھی تھے۔ آپ عجیب خصوصیات کے مالک تھے۔ جس طرح آپ کو قادیانی سرگرمیوں کی لحظہ لحظہ کی خبر تھی۔ اسی طرح آپ اس امر سے بخوبی آگاہ رہتے تھے۔ کہ اندرون حکومت کیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائے۔

مولانا اکرام الحق خیری ایم اے نے کہا کہ مولانا تاج محمود کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ مولانا محمد علی جالندھری کے بعد مجلس میں "ذہنی سوچ" کی پختگی مولانا موصوف پر ختم تھی۔ جامع پروگرام آپ مضبوط ذہن سے بناتے تھے اگرچہ آج ہم ان کے فراق میں نڈھال ہیں۔ مگر عدو یہ نہ سمجھیں کہ ہم ہار کے بیٹھ گئے۔ ہم بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ مولانا کی رحلت کے بعد فیصل آباد خالی نہیں ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں ان کے روحانی فرزند موجود ہیں جو قادیانی سازشوں کو ختم کر کے دم لیں گے۔

جناب شفیق ایڈووکیٹ نے کہا۔ کہ میں ان سے "لولاک" کی وساطت سے متعارف تھا۔ آپ کی پختہ تحریر میرے لئے رہنمائی کا باعث بنتی رہی۔ ویسے بھی "ختم نبوت" کا موضوع ایسا اہم اور وقیع ہے۔ کہ جو شخص بھی اس راستے میں قدم رکھے گا۔ اور صلاحیتیں وقف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے کرم سے نوازیں گے۔

• ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مولانا تاج محمود نے اپنی پوری کی پوری صلاحیتیں اس مشن کے لئے وقف کر دی تھیں۔ اور قادیانی فتنہ کے استیصال کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ نصیب کرے۔

مولانا محمد انور فاروقی نے کہا کہ ہر چیز بڑھتا ہے مگر بعض افراد کا جانا ایسا ہوتا ہے۔ جو ہزاروں اور لاکھوں کو آبدیدہ کر کے چلا جاتا ہے۔ مولانا تاج محمود بھی انہی میں سے ہیں آپ مسلمانوں کے عظیم محسن، صف اول کے مجاہد، مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں تھے۔ ناموس رسالت کے سلسلے میں آپ کی قربانیاں بے مثال ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۲۳ پر)

قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب

تحریر: مولانا تاج محمد صاحب۔ فقیر والی

اعتراض

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کو دو ہزار سال ہو چکے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی آدمی اتنی مدت تک زندہ رہے۔ اگر حضرت عیسیٰ زندہ ہیں۔ اور آسمان پر ہیں تو وہاں ان کے کھانے پینے اور پیشاب پاخانہ وغیرہ کا کیا انتظام ہے۔

جواب

آج سے کئی برس پیشتر بھارت (انڈیا) سے شائع ہونے والے ماہنامہ "شبستان" دہلی میں فارقلیط صاحب کے نام سے قادیانیوں کی وکالت میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر "الفرقان" لکھنؤ نے اس مضمون کا تعاقب کیا۔ فارقلیط صاحب نے ہتھیار ڈال دیئے۔ فارقلیط صاحب کے مضمون میں ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا۔ کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کھانے پینے اور پیشاب وغیرہ کا کیا انتظام ہے۔ وغیرہ وغیرہ

مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے جو جواب تحریر فرمایا وہ ان ہی کے الفاظ میں سنئے فرماتے ہیں: "یہ سوال نہایت ہی جاہلانہ اور عامیانہ ہے۔ اور جس شخص کا خدا کی قدرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان ہو۔ اور اس کو معلوم ہو کہ قرآن مجید نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور آخر زمانہ میں پھر نازل ہونے کی خبر دی ہے۔ اس کے دل میں یہ سوال پیدا ہی نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن چونکہ اس قسم کے ڈھکوسلے اور خیالات قادیانیوں کے شکار کے خاص آلات ہیں اور دین و مذہب سے ناواقف نوجوانوں کا وہ انہی کے ذریعہ شکار کرتے ہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ یہ سمجھنا کہ کوئی آدمی سو دو سو برس سے زیادہ زندہ نہیں رہتا۔ اور نہیں رہ سکتا۔ ایک جاہلانہ اور بچگانہ خیال ہے۔ جس کی کوئی دلیل اور بنیاد نہیں اس کے برخلاف قرآن مجید میں صاف صریح الفاظ میں حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ ایک ہزار سال کے قریب اس دنیا میں رہے۔ (فلبث فیھم الف سنة الا خمسین عاما، سورۂ عنکبوت) تو جس اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام کو لگ بھگ ایک ہزار سال تک اسی دنیا میں اور اسی آب و گل میں زندہ رکھا۔ بلاشبہ اس میں یہ بھی قدرت ہے۔ کہ وہ چاہے تو کسی بندہ کو دو چار ہزار برس یا اس سے بھی زیادہ مدت تک زندہ رکھے۔ عقل و حکمت کی کوئی دلیل اس کے خلاف پیش نہیں کی جا سکتی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو اللہ تعالےٰ نے ہماری اس دنیا میں بھی نہیں رکھا۔ جس میں یہاں کے قدرتی قوانین چل رہے ہیں۔ جو یہاں کے مناسب ہیں۔ بلکہ ان کو آسمان پر اٹھا لیا گیا اور وہاں کا نظام حیات یقیناً یہ نہیں ہے۔ جو ہماری اس دنیا کا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ (جن پر مرزا غلام احمد اور ان کے متبعین نے یہ تہمت لگائی ہے۔ کہ وہ حیات مسیح اور نزول مسیح کے منکر اور قادیانیوں کی طرح وفات مسیح کے قائل ہیں۔) انہوں نے اپنی کتاب "الجواب الصحیح لمن بدل دین

المسیح" (جو عیسائیوں کے رد میں لکھی گئی ہے) ایک جگہ گویا اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ حضرت مسیح ؑ جب آسمان پر ہیں اور زندہ ہیں تو وہاں ان کے کھانے پینے اور پیشاب، پاخانے کا کیا انتظام ہے؟ تحریر فرمایا ہے: کہ لیست حالہ کحالۃ اہل الارض فی الاکل والشرب واللباس والنوم والغائط والبول ونحو ذالک (الجواب الصحیح جلد ۲ صفحہ ۲۸) (وہاں آسمان پر کھانے پینے اور بول و براز وغیرہ کی ضروریات و حاجات کے معاملے میں ان کا حال زمین والوں کا سا نہیں ہے۔ وہ ان چیزوں سے بے نیاز ہیں)

بلکہ اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ وہ اگر چاہے تو ہماری اسی دنیا میں کسی بندہ کو اس حال میں کر دے کہ وہ سینکڑوں برس تک کھانے پینے سے بے نیاز رہے۔ قرآن کریم میں اصحاب کہف کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ جو قرآن مجید کے بیان کے مطابق تین سو برس سے زیادہ کچھ کھائے پیئے بغیر غار میں رہے۔

شیخ عبد الوہاب شعرانی نے "الیواقیت والجواہر" میں اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیا کھاتے پیتے ہیں۔ اور اگر وہاں کچھ نہیں کھاتے پیتے تو اتنی مدت تک بغیر کھائے پئے کیوں کر زندہ رہ سکتے ہیں۔ تحریر فرمایا ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ کھانا پینا در اصل ان لوگوں کے لئے ضروری ہے۔ جو اس دنیا میں رہتے بستے ہیں۔ کیونکہ یہاں کی ہوا کے اثر سے بدن کے اجزاء برابر تحلیل ہوتے رہتے ہیں اور غذا سے اس کا بدل فراہم ہوتا ہے۔ ہماری اس دنیا اور ہماری اس زمین اور یہاں کی عام مخلوق کے لئے قدرت خداوندی نے یہی قانون رکھا ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ اس زمین سے اٹھا لے تو اس کو اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے اسی طرح بے نیاز کر دیتا ہے۔ جس طرح فرشتے بے نیاز ہیں اور وہاں اللہ کی حمد و تسبیح ہی ان کی "غذا" ہو جاتی ہے۔ (جس سے ان کی زندگی اور قوت برابر قائم رہتی ہے۔)

اس موقع پر شیخ عبد الوہاب شعرانی نے غلیظ الخزاد نامی ایک بزرگ کا واقعہ بھی شیخ ابو الطاہر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کو خود دیکھا ہے وہ ۲۲ سال مسلسل اس حالت میں رہے کہ کھانا بالکل نہیں کھاتے تھے۔ دن رات عبادت میں معروف رہتے تھے۔ اور ان پر کمزوری کا کوئی اثر نہیں تھا۔ گویا عبادت ہی ان کے لئے غذا کا کام کرتی تھی۔ یہ بطور کرامت کے ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص معاملہ تھا۔ اس کے بعد علامہ شعرانی لکھتے ہیں کہ یہ بات کچھ بھی مستبعد نہیں ہے کہ آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی غذا تسبیح و تہلیل ہو۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۲، صفحہ ۱۴۶)

ہم نے یہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ عبدالوہاب شعرانی کی عبارتوں کا حوالہ اس لئے دینا مناسب سمجھا کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین ان دونوں بزرگوں کی علمی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور دونوں بزرگوں نے جو کچھ فرمایا ہے۔ اس میں کسی ایسے شخص کو کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم عطا فرمائی ہو جو اس کا خاص عطیہ ہے۔

بقیہ : محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(تذکرۃ الرشید ص ۲)

غیر تو غیر تھے جب اپنے فرزند ارجمند کی حالت بھی خلاف شرع دیکھتے تو فوراً اس پر ناراضگی کا اظہار فرماتے اور کلام و سلام بند کر دیتے تھے۔

احیاء سنت کی تمنا اور فکر

مردہ سنتوں کے زندہ کرنے کی جو تمنا اور طلب و فکر آپ کو تھی اس کی نظیر بمشکل سے نظر آتی ہے۔ آپ کو جہاں پتہ چلتا کہ فلاں جگہ کسی سنت کا ترک ہوتا ہے۔ آپ فوراً تقریر و تحریر کے ذریعے وہاں کے لوگوں کو ترغیب سنت پر زور دیتے اور الحمد للہ آپ کو اس میں پوری کامیابی ہوتی تھی، یہ محض نبی کریم صلی اللہ علیہ کی اس حدیث کے پیش نظر تھا کہ من احیا سنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید (او کما قال علیہ السلام) اس میں مخلوق کی دینی نفع رسانی کے بدلہ میں جو کلفت آپ کو اٹھانی پڑتی آپ اس کے متحمل ہو کر ہر لحظہ جہاد اکبر اور سو شہیدوں کا ثواب حاصل فرماتے رہے۔

جاری ہے۔

حیدرآباد سندھ میں مرزائیوں کا شرمناک فرار

ضبط و ترتیب : مولانا منظور احمد الحسینی

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ امابعد

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بو لہبی ۔

مرزائیوں کی تخریبی سرگرمیاں ان دنوں بہت تیز ہو چکی ہیں ۔ غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے بعد اب پھر یہ کوئی سازشی کروٹ لے رہے ہیں ۔ حیدرآباد میں ان کی اس قسم کی سرگرمیاں اسی پروگرام کی فرع ہیں ۔ مذہبی اختلافات کی فضا خود بھڑکانا، خرمن امن میں آگ لگانا ۔ اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو پاکستان کے خلاف اکسانا یہ ان کا عام وطیرہ ہے ۔ لیکن مسلمانوں کی طرف سے جب ان کا ذرا تعاقب ہوتا ہے ۔ پھر یہ لومڑی کی طرح بھاگتے ہیں ۔ اور چوہوں کی طرح اپنے بلوں میں گھستے ہیں ۔

حیدرآباد (سندھ) میں ایک قادیانی طالب علم عزیز اللہ اپنے مربی نذیر احمد رحمان کی ترغیب پر اپنے ربوہ کے سالانہ جلسہ میں کچھ مسلمان طلبہ کو بھی ساتھ لے گیا ۔ اور ان سادہ لوح طلبہ کو ارتداد کی گود میں لے جانے کی یہ سازش بہت خطرناک تھی ۔ ربوہ سے واپسی پر قادیانیوں نے اپنی یہ حرکت جاری رکھی ۔ اور ایک دوسرے نوجوان محمد اسلم کو متاثر کرنے کے لئے عقیدۂ حیات مسیح کی گفتگو چھیڑی ۔ محمد اسلم مذکور اس پریشانی میں مولانا عبد السلام مدرس مدرسہ مفتاح العلوم حیدرآباد کے پاس جامع مسجد کالج روڈ حیدرآباد گئے ۔ اور مشورہ کیا ۔ مولانا عبد السلام نے کہا کہ اس قادیانی طالب علم عزیز اللہ یا اس کے مربی نذیر احمد رحمان کو میرے سامنے لاؤ ۔ چنانچہ عزیز اللہ مولانا عبد السلام کے پاس گیا اور کہا کہ آپ میرے مربی (امام) سے بات کریں ۔ کیونکہ میں عالم نہیں ہوں ۔ چنانچہ مولانا احمد میاں حمادی، مولانا عبد المتین قریشی، مولانا عبد السلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا نذیر احمد، قادیانی مربی نذیر احمد رحمان کے پاس بیت الظفر لطیف آباد آ گئے ۔ مکان کے باہر منتظر ٹھہرے رہے ۔

قادیانیوں کی طرف سے چوہدری خلیل احمد نے مولانا نذیر احمد صاحب مبلغ مجلس کے پاس یہ تحریر بھیجی اور کہا یہ حضرات اندر آ جائیں ۔

"آج مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۸۴ء بروز اتوار بعد نماز عشاء جماعت احمدیہ کے مرکز بیت الظفر لطیف آباد نمبر ۹ میں ہماری دعوت پر چند افراد بلائے گئے ہیں ۔ جو خالصتاً افہام و تفہیم کے لئے جمع ہوئے ہیں ۔ ہم ان تمام افراد کی ضمانت دیتے ہیں کہ ان کو ہمارے گھر میں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہو گا ۔ بصورت دیگر ہم اس کے ذمہ دار ہوں گے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ ہماری طرف سے ان احباب کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی ! والسلام خاکسار چوہدری خلیل احمد اہل خانہ حیدرآباد"

اس یقین دہانی کے بعد مولانا نذیر احمد مبلغ مجلس مع احباب میجر داؤد کے مکان کے اندر پہنچے وہاں خلیل احمد قادیانی نے پھر یہ تحریر لکھی :۔

"آج مورخہ ۱۵ جنوری ہمارے دوست جن

کہ اس وقت سربراہ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب
ہیں۔ ہمارے پاس یہ میرے مکان میں
تشریف لائے ہیں یہ ہمارے مہمان ہیں۔
انشاء اللہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو
گی۔ والسلام خلیل احمد۔ ۱۵،۱۰،۸۴

اس تحریر کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے
مولانا نذیر احمد مبلغ نے بھی لکھا۔

"ہم ان حضرات کی دعوت پر حاضر ہوئے ہیں۔
ہم یقین دلاتے ہیں کہ کسی قسم کی ہماری طرف
سے "تلخی نہیں ہوگی" حمادی، نذیر احمد ۱۵،۱،۸۴

اس دوسری تحریر کے بعد اسی رات مندرجہ ذیل شرائط
نامہ لکھا گیا۔ جس کی نقل یہ ہے۔

"آج مورخہ ۱۵،۱،۸۴ کو بمقام قیامگاہ میجر
داؤد احمد صاحب (ان سروس) احمدی اور
اراکین مجلس تحفظ ختم نبوت، عزیز اللہ صاحب
احمدی کی دعوت پر پہنچے۔ باہمی گفتگو کے لئے
جناب نذیر احمد صاحب رہان مربی اور ان کی
مرضی کا ایک ساتھی ہوگا۔ دوسری طرف مولانا
نذیر احمد صاحب مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت
حیدرآباد اور ایک آپ کی مرضی کا ساتھی،
مندرجہ ذیل شرائط پر تین باتوں پر بات چیت
کریں گے۔

(۱) ۲۱/۱/۸۴ کو موضوع: حیات و وفات مسیح علیہ السلام
(۲) ۲۲/۱/۸۴ کو موضوع: مرزا صاحب کے کذب و صدق پر
(۳) ۲۳/۱/۸۴ کو موضوع: ختم نبوت و اجراء ختم نبوت

(مناظرہ کی) اگلی نشست ۲۱/۱/۸۴ کا انتظام مولانا
عبد المتین صاحب پرائیویٹ مکان پر کریں گے۔

۲۲/۱/۸۴ والی نشست کا انتظام میجر داؤد احمد صاحب
پرائیویٹ مکان پر کریں گے۔

۲۳/۱/۸۴ کی نشست کا انتظام مولانا عبد المتین صاحب
حسب سابق کریں گے۔

اس کے بعد باہمی رضامندی کے ساتھ اگر نشستیں جاری
رکھنے کی ضرورت ہوئی تو مذکورہ بالا طریقہ پر بندوبست کیا جائیگا

(۴) طے پایا گیا کہ ہر ممبر اپنی باری میں دس منٹ بات
کرے گا۔ اور ہر مقرر کو ۲ گھنٹے کا وقت ملے گا۔ یعنی مجموعی
وقت ۴ گھنٹے ہوگا۔ نشست کا آغاز بعد نماز عشاء رات
ساڑھے آٹھ بجے سے ہوگا۔

(۵) طے پایا کہ استدلال کے لئے مندرجہ ذیل کتب ہوں (۱)
قرآن مجید اور حدیث کی صحاح ستہ کتب۔ بخاری شریف
مسلم شریف، ابن ماجہ شریف، نسائی شریف، ابوداؤد شریف
ترمذی شریف

(۶) احمدی حضرات کے لئے مرزا غلام احمد صاحب حکیم
نور الدین صاحب، مرزا محمود احمد صاحب، مرزا بشیر احمد کی
وہ کتابیں جن کی فہرستیں مولانا عبد المتین صاحب مورخہ
۱۷،۱،۸۴ تک قبل غروب آفتاب عزیز اللہ صاحب احمدی
کو دیں گے اس فہرست کی کتابیں ان کو منظور ہیں۔

(۷) ختم نبوت والوں کے لئے (۱) حضرت داتا گنج بخش
علی ہجویری (۲) امام فخر الدین رازی (۳) حضرت شیخ محی الدین
ابن عربی، (۴) شیخ عبد القادر جیلانی کی کتب کی وہ فہرست
جو نذیر احمد صاحب مربی احمدی مورخہ ۱۷/۱/۸۴ قبل
غروب آفتاب عزیز اللہ احمدی کو دیں گے اور وہ
اسے مولانا عبد المتین کو پہنچائیں گے۔

(۸) طے پایا کہ فریقین کے صدر مجلس ارشاد علی صاحب
ہوں گے

(۹) طے پایا کہ فریقین کے پچیس پچیس سامعین ہوں گے
اور فریقین میں سے نذیر احمد رہان صاحب مربی احمدیت
اور ایک ان کی مرضی کا ساتھی ہوگا۔ اور ختم نبوت والوں
کی طرف سے مولانا نذیر احمد صاحب مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت
حیدرآباد اور ایک ان کی مرضی کا ساتھی ہوگا۔

نوٹ: اگر میجر (داؤد احمد) صاحب غیر حاضر رہے
تو ان کی تمام ذمہ داریاں مرزا نذیر احمد صاحب مربی احمدیت
پوری کریں گے۔

دستخط مربی
نذیر احمد رہان مربی بیت الظفر
لطیف آباد ۲

دستخط مبلغ مجلس
نذیر احمد مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
حال حیدر آباد

دستخط صدر صاحب (ارشاد علی) انگلش میڈ ۱۵/۱/۸۴

قادیانیوں کی انقلابی کروٹ

۲۰ر جنوری کو قادیانیوں کے سکریٹری اصلاح و ارشاد حیدرآباد نے قادیانی طالب علم عزیز اللہ کے نام حسب ذیل تحریر لکھی جو عزیز اللہ نے ہمیں دکھائی۔

"مکرم و محترم عزیز اللہ صاحب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ: مجھے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ مکرم امیر صاحب ضلع حیدر آباد نے اس مناظرے کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے معذور ہوں۔ اطلاعاً عرض ہے۔ اپنے دوستوں کو اطلاع کر دیں۔ (والسلام خاکسار: عبدالغفار سکریٹری اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ)

مبلغ ختم نبوت مولانا نذیر احمد نے کہا کہ یہ تحریر عزیز اللہ کے نام ہے ہمارے نام نہیں۔ اس لئے ہمیں ۱۵ر جنوری کے اس عہد نامہ کی ضروری پابندی کرنی ہے جو ہم میں اور قادیانی جماعت میں طے پایا تھا۔ پھر عزیز اللہ صاحب نے خود بھی ہمیں ایک تحریر لکھ دی جس کی نقل درج ذیل ہے

"محترم عبد المتین قریشی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: مورخہ ۱۵/۱/۸۴ کو بمقام لطیف آباد نمبر ۲ بر مکان میجر داؤد احمد (احمدی) مورخہ ۲۱ر جنوری ۱۹۸۴ء تا ۲۲ر جنوری ۱۹۸۴ مجلس تحفظ ختم نبوت و جماعت احمدیہ کے درمیان تین نشستیں گفتگو کے لئے باقاعدہ شرائط طے پا چکے تھے۔ اس سلسلہ میں مجھے اپنے امیر جماعت احمدیہ میر نور احمد نے بتوسط مربی جماعت احمدیہ نذیر احمد رہان صاحب نے منع فرمایا ہے کہ یہ گفتگو نہیں ہو گی۔ اس لئے میں آپ کو آج مورخہ ۲۱ر جنوری ۸۴ء بوقت ۲ بجکر ۲۵ منٹ پر تحریراً یہ اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات چیت ہماری طرف سے منسوخ سمجھی جائے۔ والسلام: بقلم خود عزیز اللہ مکان ۲/۲ میرآباد، حیدرآباد"

اس تحریر کے بعد ہم نے مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم میں اپنے علماء اور معززین شہر کی ایک میٹنگ بلائی۔ اور صورت حال ان کے سامنے رکھی۔ متفقہ طور پر طے پایا۔ کہ عبد الغفار سکریٹری اصلاح و ارشاد کی تحریر بنام عزیز اللہ یا عزیز اللہ کی تحریر بنام مولانا عبد المتین ۱۵ر جنوری کے عہدنامہ کی رُو سے کوئی آئینی حیثیت نہیں رکھتی جب تک قادیانی مربی نذیر احمد جس نے اس عہد نامہ پر قادیانیوں کی طرف سے دستخط کئے تھے۔ اپنے قلم سے تحریر نہ دے۔ کہ وہ پروگرام مناظرہ منسوخ ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے۔ کہ حسب عہد ۲۱ر جنوری کو مقام مناظرہ پر پہنچیں۔

اس صورت حال کو واضح کرنے کے لئے ہم نے مندرجہ ذیل خط قادیانی امام کو بھیجا (اور حسب عہد ۲۱ر جنوری ۱۹۸۴ء ۸ بجکر ۲۰ پر مقام مقررہ پر جا . جبکہ علامہ خالد محمود کی قیادت میں مولانا نذیر احمد مبلغ مجلس مع معاون و علماء اس مجلس میں مناظرہ کے لئے تیار تھے)۔ "جناب نذیر احمد صاحب مربی جماعت احمدیہ حیدر آباد حسب تحریر ۱۵ر جنوری ۱۹۸۴ء آج ہم اپنے علماء کے ساتھ مقررہ مقام پر طے شدہ موضوعات پر گفتگو کرنے کے لئے پہنچ رہے ہیں۔ ہم نے اپنے علماء لاہور، فیصل آباد ملتان، کراچی سے منگوائے ہیں ظاہر ہے کہ اس کام پر ہمارے بہت اخراجات اٹھے ہیں۔ اب ہمیں اور آپ کو اس پروگرام پر ضرور عمل پیرا ہونا ہے۔ عزیز اللہ صاحب نے ہمیں اطلاع دی ہے۔ کہ امیر جماعت احمدیہ نے طے شدہ پروگرام پر عمل نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیکن عزیز اللہ چونکہ آپ کی جماعت کے ذمہ دار نمائندہ نہیں۔ اس لئے ہم نہیں سمجھتے کہ ان کی اطلاع سے آپ کا پروگرام واقعی منسوخ ہے۔ بہر حال ہم آپ کا انتظار کریں گے۔ عبد المتین قریشی ۲۱/۱/۸۴ء نذیر احمد مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت ۲۱/۱/۸۴ء وگواشد۔ احمد یار"

افسوس کہ قادیانی مناظرین وقت مقصود پر مقام مناظرہ پر نہ پہنچے۔ ہم نے ۹ بجے کے بعد تک ان کا انتظار کیا۔ مگر ان میں سے کسی کو علماء اسلام کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اپنے ۲۵ حاضرین کے ہم نے دستخط لئے۔ پھر اور

دوست بھی ادھر آ نکلے ۔ اور تصدیق کی کہ واقعی قادیانی مناظر مقام مقررہ پر نہیں آئے ۔ ان کی تحریر نقل ذیل ہے ۔

"ہم دستخط کنندگان تصدیق کرتے ہیں کہ آج مورخہ ۸۴/۱/۲۱ کو بعد نماز عشاء بمقام مکان الحاج نیک محمد صاحب ولد حاجی محمد سلطان صاحب محلہ ہیرآباد جیل روڈ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا نذیر احمد اپنے معاون مولانا منظور احمد الحسینی مبلغ مجلس کراچی اور دیگر (علماء) رفقاء کے ہمراہ ساڑھے آٹھ بجے شب تا ۹، بجے قادیانی مناظر کا انتظار کرتے رہے ۔ اس مناظرہ کے بارے ۸۴/۱/۱۵ کو میجر داؤد احمد قادیانی کے مکان پر یہ شرائط طے ہوئی تھیں کہ کم از کم تین رات مناظرہ ہو گا ۔ اور پہلی شب مورخہ ۸۴/۱/۲۱ کو دونوں فریق مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور جماعت احمدیہ کے مربی ہیرآباد میں جمع ہو کر حیات و وفات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر گفتگو کریں گے ۔ لیکن قادیانیوں کی طرف سے ۹ بجے شب تک مربی یا کوئی قادیانی، مناظرہ کے لئے نہ آیا ۔ ۹، بجے تک انتظار کرنے کے بعد مجلس کے مبلغین مایوس ہو کر واپس اپنی قیام گاہ چلے گئے ۔ ہم یہ تحریر دے رہے ہیں تاکہ سند رہے ۔ اور بوقت ضرورت کام آئے ۔ دستخط مالک مکان حاجی نیک محمد خطیب مسجد قبا (مولانا) عبدالستار و دیگر دستخط کنندگان"

اس کے فوراً بعد ہم نے جامع مسجد کالج روڈ ہیرآباد کے متصل مدرسہ کے ہال میں ایک مذاکراتی مجلس قائم کی جس میں شہر کے تعلیم یافتہ حضرات نے خاصی تعداد میں شرکت کی ۔ علامہ خالد محمود نے تین گھنٹے مسئلہ حیات مسیح پر روشنی ڈالی اور سوالوں کے جوابات دیئے ۔ جلسہ کے آخر میں دعا سے پہلے ۱۵ر جنوری کے چنے ہوئے متفقہ صدر نے مندرجہ ذیل الفاظ میں قادیانیوں کی شکست کا اعلان فرمایا ۔ متفقہ صدر جناب ارشاد علی صاحب کی تحریر حسب ذیل ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"صادقی فیصلہ بوقت دس بجے شب ۲۱ر جنوری ۱۹۸۴ء منکہ مسمی ارشاد علی ولد غلام علی سکنہ مکان نمبر ۲۱۲۵/۱۶ گڈس ناکہ حیدرآباد سندھ مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۸۴ء بر مکان میجر داؤد احمد قادیانی لطیف آباد نمبر ۶ مجلس تحفظ ختم نبوت اور قادیانیوں کے درمیان ہونے والی گفتگو میں موجود تھا ۔ تحریر شرائط کے دوران قادیانیوں نے فریقین کے لئے آئندہ ہونے والی تین نشستوں میں مجھے صدارتِ مجلس کے لئے تجویز کیا ۔ اور مجلس تحفظ ختم نبوت والوں نے بھی بعد میں منظور کر لیا ۔ حسب پروگرام مقررہ وقت اور مکان پر پہنچا ۔ تو مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مولانا نذیر احمد صاحب اور ان کے معاون مقررہ وقت پر موجود تھے ۔ مگر قادیانی حضرات کی طرف سے کوئی بھی نہ آیا ۔ مسلمانوں کی مقررہ تعداد سامعین کی بھی تھی ۔ کافی دیر تک ہم سب منتظر رہے کیونکہ قادیانی حضرات تحریری پروگرام کے مطابق وقت مقررہ پر نہیں آئے لہٰذا میں یہ تحریری فیصلہ دیتا ہوں ۔ کہ ختم نبوت والے تحریری شرائط کی روشنی میں سچے ہیں اور قادیانی بالکل غلط اور جھوٹے پر ہیں ۔ یہی تمام سامعین کا بھی فیصلہ ہے"

(ارشاد علی بقلم خود، ۲۱ر جنوری ۱۹۸۴ء)

اس عبرت ناک و شرمناک فرار کے بعد علماء کرام ۲۲ر جنوری ۱۹۸۴ء دس بجے دن تک حیدرآباد رہے ۔ لیکن قادیانی مناظرہ کے لئے نہ آسکے نہ آئے ۔ تمام حالات سے یہ بات عیاں ہے ۔ کہ قادیانیوں کے علمی نعرے، نشر و اشاعت کے لا طائل دعوے سب گیدڑ بھبکیاں ہیں ۔ اس وقت تک یہ لوگ گرجتے ہیں جب مسلمان جاگے نہ ہوں ۔ اور جب مسلمان جاگتے ہیں ۔ تو انہیں پھر ہوش نہیں رہتا ۔ یا بلڈ پریشر ہو جاتا ہے ۔ یا امیر اجازت نہیں دیتا ۔ یا ربوہ سے حکم ممانعت آ جاتا ہے ۔ اس صورت حال پر ہم سوائے قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۔ کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتے ۔

؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

قادیانی فتنہ اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کی مساعی جمیلہ

تحریر : حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

قسط نمبر ۳

فیروز پور پنجاب میں تاریخی مناظرہ

اسی زمانہ میں فیروز آباد چھاؤنی پنجاب میں قادیانیوں کا ایک خاصا جتھا جمع ہو گیا تھا۔ یہ لوگ وہاں کے مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے تھے۔ اور اپنے دستور کے موافق عوام مسلمانوں کو مناظرہ اور مباحثہ کا چیلنج کیا کرتے۔ اور جب کسی عالم سے مقابلہ کی نوبت آتی۔ تو راہِ گریز اختیار کرتے

اسی زمانہ میں ضلع سہارنپور کے رہنے والے کچھ مسلمان جو فیروز پور میں بسلسلہ ملازمت مقیم تھے۔ ان لوگوں نے روز روز کی جھک جھک کو ختم کرنے کے لئے خود قادیانیوں کو دعوت مناظرہ دے دی۔ قادیانیوں نے سادہ لوح عوام سے معاملہ دیکھ کر بڑی دلیری اور چالاکی کے ساتھ دعوت مناظرہ قبول کر کے بجائے اس کے کہ مناظرہ کرنے والے علماء سے شرائط مناظرہ طے کرتے۔ انہیں عوام سے ایسی شرائط مناظرہ پر دستخط لے لئے جن کی رو سے فتح بہرحال قادیانی گروہ کی ہو۔ اور اہل اسلام کو مقررہ شرائط کی پابندی کی وجہ سے ہر قدم پر مشکلات ہوں۔

ان عوام مسلمین نے مناظرہ اور شرائط مناظرہ طے کرنے کے بعد دار العلوم دیوبند سے چند علماء کو دعوت دی۔ جو قادیانیوں سے مناظرہ کریں۔ مہتمم دار العلوم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہصاحب رحمہ کے مشورہ سے اس کام کے لئے حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحبؒ حضرت مولانا بدر عالم صاحب حضرت مولانا ادریس صاحب اور احقر تجویز ہوئے ادھر قادیانیوں نے یہ دیکھ کر کہ ہم نے اپنی مانی شرائط میں مسلم مناظرین کو جکڑ لیا ہے۔ اپنی قوت محسوس کی اور قادیان کی پوری طاقت فیروز پور میں لا ڈالی۔ ان کے سب سے بڑے عالم سرور شاہ کشمیری اور سب بڑے مناظر حافظ روشن علی اور عبد الرحمٰن مصری وغیرہ تھے۔ یہ سب اس مناظرہ کے لئے فیروز پور پہنچ گئے۔

ہم چار افراد حسب الحکم دیوبند سے فیروز پور پہنچے تو یہاں پہنچ کر چھپا ہوا پروگرام مناظرہ اور شرائط مناظرہ کا نظر سے گذرا شرائط مناظرہ پہ نظر ڈالی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان میں ہر حیثیت سے قادیانی گروہ کے لئے آسانیاں اور اہل اسلام کے لئے ہر طرح کی بیجا پابندیاں عوام نے اپنی ناواقفیت کی بناء پر تسلیم کی ہوئی ہیں اب ہمارے لئے دو ہی راستے تھے۔ کہ یا ان مسلمہ فریقین شرائط مناظرہ کے تحت مناظرہ کریں۔ جو ہر حیثیت سے ہمارے لئے مضر تھیں یا پھر مناظرہ سے انکار کر دیں۔ کہ ہم ان شرائط کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔ جو بغیر ہماری شرکت کے طے کر لی گئی ہیں۔ لیکن دوسری شق میں مقامی مسلمانوں کی بڑی سبکی تھی۔ اور قادیانیوں کو اس پروپیگنڈے کا موقع ملتا۔ کہ علماء نے مناظرہ سے فرار کیا اس لئے ہم سب نے مشورہ کر کے مناظرہ کرنے کا فیصلہ کر لیا اور بذریعہ تار صورت حال کی اطلاع حضرت شاہصاحب قدس سرہٗ کو دے دی۔

اگلے روز مقررہ وقت پہ مناظرہ شروع ہو گیا۔ ابھی شروع ہی تھا۔ عین مجلس مناظرہ کی نظر پڑی کہ حضرت شاہصاحبؒ اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما مع چند دیگر علماء کے تشریف لا رہے ہیں۔ ان کی آمد پہ ہم نے کچھ دیر کے لئے مجلس مناظرہ ملتوی کر دی۔ اور ان حضرات کو صورت حال

بتلائی۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ جا کر ان لوگوں سے کہہ دیجئے۔ کہ تم نے جتنی شرطیں اپنی پسند کے موافق عوام سے طے کرائی ہیں۔ اتنی ہی اور لگا لو ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں۔ تم چوروں کی طرح عام ناواقف مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے عادی ہو۔ کسی شرط اور کسی طریق پر ایک مرتبہ سامنے آکر اپنے دلائل بیان کرو اور ہمارا جواب سنو پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے موافق اسی کا اعلان کر دیا گیا۔ اور مناظرہ جاری ہوا۔ ان اکابر کو مناظرہ کے لئے پیش کرنا ہماری عزت کے خلاف تھا۔ اس لئے پہلے دن مناظرہ مسئلہ ختم نبوت پر احقر نے کیا۔ دوسرے، تیسرے دن حضرت مولانا بدر عالمؒ اور مولانا محمد ادریس صاحبؒ نے دوسرے مسائل پر مناظرہ کیا۔ یوں تو مناظرہ کے بعد ہر فریق اپنی اپنی کہا ہی کرتا ہے۔ لیکن اس مناظرہ میں چونکہ عموماً تعلیم یافتہ طبقہ شریک تھا۔ اس لئے کسی فریق کو دھاندلی کا موقع نہ تھا۔ پھر اس مناظرہ کا کیا اثر ہوا۔ اس کا جواب فیروزپور کے ہر گلی کوچہ سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ کہ قادیانی گروہ کو کس قدر رسوا ہو کر وہاں سے بھاگنا پڑا۔ خود اس گروہ کے تعلیمیافتہ سنجیدہ طبقہ نے اس کا اقرار کیا کہ قادیانی گروہ اپنے کسی دعوے کو ثابت نہیں کر سکا۔ اور اس کے خلاف دوسرے فریق نے جوابات بھی قوی دلائل کے ساتھ کہی۔

مناظرہ کے بعد شہر میں ایک جلسہ عام ہوا۔ اس میں حضرت شاہصاحبؒ اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کی تقریریں قادیانی مسئلہ کے متعلق ہوئیں۔ یہ تقریریں فیروزپور کی تاریخ میں ایک یادگار خاص کی نوعیت رکھتی ہیں۔ بہت سے وہ لوگ جو قادیانی دجل کے شکار ہو چکے تھے۔ اس مناظرہ اور تقریروں کے بعد اسلام پر لوٹ آئے۔

حضرت شاہصاحبؒ کا دورۂ پنجاب

۱۳۴۳ھ میں جبکہ حضرت شاہصاحب قدس اللہ سرہ کی کوشش سے بذریعہ تصنیف و تحریر قادیانی دجل و فریب کا پردہ پوری طرح چاک کر دیا گیا اور قادیانیت سے متعلق ہر مسئلہ پر مختلف طرز و انداز کے بیسیوں رسائل شائع ہو چکے۔ تو آپ نے اس کی بھی ضرورت محسوس فرمائی۔ کہ ناخواندہ عوام کا طبقہ جو زیادہ کتابیں نہیں پڑھتا۔ اور قادیانی مبلغین چل پھر کر ان میں اپنا دجل پھیلاتے ہیں اور مناظرہ مباہلہ کے جھوٹے چیلنج ان کو دکھاتے پھرتے ہیں۔ ان لوگوں کی حفاظت کے لئے پنجاب کے مختلف شہروں کا ایک تبلیغی دورہ کیا جائے۔ پنجاب، سرحد کے دورہ کا پروگرام بنا۔ علماء دیوبند کی ایک جماعت، ہمرکاب ہوئی۔ اس جماعت میں حضرت شاہصاحب رحمۃ اللہ کے ساتھ اکابرین میں سے حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحؒ، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب رحؒ شریک تھے۔ اور حضرت مولانا محمد طیب صاحب رحؒ مہتمم دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا بدر عالم صاحبؒ، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب اور مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی اور احقر ناکارہ شامل تھے۔ یہ علم کے پہاڑ اور تقویٰ کے پیکر پنجاب کے ہر بڑے شہر میں پہنچے اور مرزائیت کے متعلق اعلان حق کیا جنکین کو رفع شبہات کی دعوت دی۔ لدھیانہ، امرتسر، لاہور، گوجرانوالہ، گجرات، راولپنڈی، ایبٹ آباد، مانسہرہ، ہزارہ، کوئٹہ وغیرہ میں ان حضرات کی بصیرت افروز عالمانہ تقریریں ہوئیں۔ مرزائی دجال جو آئے دن مناظرہ مباہلہ کے چیلنج عوام کو دکھانے کے لئے پھرا کرتے تھے۔ ان میں ایک سامنے نہ آیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس جہاں میں نہیں ہیں۔ اس پورے سفر میں عام مسلمانوں نے جاء الحق وزھق الباطل کا منظر گویا آنکھوں سے دیکھ لیا۔

بہاولپور کا معرکۃ الآراء تاریخی مقدمہ

حضرت شاہصاحب اور دیگر اکابر علماء کے بیانات

مرزائیوں کے مرتد ہونے کا فیصلہ

۱۹۲۶ء میں احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور کی ایک مسلمان عورت کا دعویٰ اپنے شوہر کے مرزائی ہو جانے کی وجہ سے نکاح فسخ ہونے کے متعلق بہاولپور کی عدالت میں دائر ہوا۔ اور سات سال تک یہ مقدمہ بہاولپور کی ادنیٰ اعلیٰ عدالتوں میں دائر رہتے ہوئے آخر میں دربار معلی بہاولپور میں پہنچا۔ ۱۹۳۳ء میں

دربار معلی نے پھر عدالت میں یہ کہہ کر واپس کیا کہ ہمارے خیال میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق و تنقیح کرنا ضروری ہے۔ دونوں فریق کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کے علماء کی شہادتیں پیش کریں۔ اور دونوں طرف کے مکمل بیانات سننے کے بعد اس مسئلہ کا کوئی آخری فیصلہ کیا جائے۔

اب مدعا علیہ مرزائی نے اپنی حمایت کے لئے قادیان کی طرف رجوع کیا۔ قادیان کا بیت المال اور اس کے رجال کار مقدمہ کی پیروی کے لئے وقف ہو گئے ادھر مدعیہ بے چاری ایک غریب گھرانے کی لڑکی نہایت کسمپرسی میں وقت گذار رہی تھی۔ اس کی قدرت سے قطعاً خارج تھی۔ کہ ملک کے مشاہیر علماء کو جمع کر کے اپنی شہادت میں پیش کر سکے۔ یا اس مقدمہ کی پیروی کر سکے۔ مگر الحمد للہ بہاولپور کے غیور مسلمانوں کی انجمن مؤید الاسلام نے زیر سرپرستی حضرت مولانا محمد حسین صاحب شیخ الجامعہ بہاولپور اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور مقدمہ کی پیروی کا انتظام کیا۔ اور ملک کے مشاہیر علماء کو خطوط لکھ کر اس مقدمہ کی پیروی اور شہادت کے لئے طلب کیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں صدر مدرس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اور کچھ عرصے سے علالت کے سبب رخصت پر دیوبند تشریف لائے ہوئے تھے۔ طول علالت سے نقاہت بے حد ہو چکی تھی۔

لیکن جس وقت یہ معاملہ آپ کے سامنے آیا تو مسئلہ کی نزاکت و اہمیت کے قوی احساس نے آپ کو اس کے لئے مجبور کر دیا۔ کہ اپنی صحت اور دوسری ضرورتوں کا خیال کئے بغیر وہ بہاولپور کا سفر کریں۔ آپ نے نہ صرف اپنی آپ کو شہادت کے لئے پیش فرمایا۔ بلکہ ملک کے دوسرے علماء کو بھی ترغیب دے کر شہادت کے لئے جمع فرمایا۔ یہ واقعہ تقریباً ۱۳۵۰ھ کا ہے۔ کہ احقر ناکارہ بحیثیت مفتی دارالعلوم دیوبند فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ انجمن مؤید الاسلام بہاولپور کی دعوت کے علاوہ استاذ محترم حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کا ایماء بھی میری حاضری کے متعلق معلوم ہوا۔ احقر نے حاضری کا قصد کر لیا۔

لیکن حضرت الاستاد شاہ صاحب قدس سرہ کو جو خداداد شغف دینی ضرورتوں کے ساتھ تھا۔ اور آپ کو بے چین کئے رکھتا تھا۔ اس کی وجہ سے آپ نے تاریخ مقدمہ سے کافی روز پہلے پہنچ کر اس کام کو پوری توجہ کے ساتھ انجام دینے کا فیصلہ فرما کر سب بیانات کے اختتام تک تقریباً بیس پچیس روز بہاولپور میں قیام فرمایا۔

حضرت شاہ صاحب کا پرشوکت عالمانہ بیان جو کمرۂ عدالت میں ہوا۔ اس کی اصل کیفیت تو صرف ان ہی لوگوں کے دل سے پوچھئے۔ جنہوں نے یہ منظر دیکھا ہے۔ اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مختصر یہ کہ اس وقت کمرۂ عدالت دارالعلوم دیوبند کا دارالحدیث نظر آتا تھا۔ عدالت اور حاضرین پر ایک سکتہ کا عالم تھا۔ علوم ربانی کے حقائق و معارف کا دریا تھا۔ جو امڈا چلا جاتا تھا۔ تین روز مسلسل بیان ہو تقریباً ساٹھ صفحات قلمبند ہوا یہ بیان اور دوسرے حضرات کے بیانات جو ایک مستقل جلد میں طبع ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف رد مرزائیت کے لئے بلکہ اسلام و ایمان اور کفر و ارتداد کی پوری حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک نادر مجموعہ ہیں۔

اس مقدمہ میں کیا ہوا اس کی پوری تفصیل تو اس مفصل فیصلہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ جو عدالت کی طرف سے ۷ر فروری ۱۹۳۵ء بمطابق ۳ر ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ کو دیا گیا۔ اور جو اسی وقت بزبان اردو ایک سو باون صفحات پر شائع ہو چکا تھا۔ اس کی اشاعت کا اہتمام حضرت مولانا محمد صادق صاحب سابق استاد جامعہ عباسیہ بہاولپور و حال ناظم امور مذہبیہ بہاولپور کے دست مبارک سے ہوا۔ اس مقدمہ کی پیروی علماء کے اجتماع، ان کی ضروریات کا انتظام بھی مولانا موصوف ہی کے ہاتھوں انجام پایا تھا۔ اور مولانا سے میرا پہلا تعلق اسی سلسلہ میں پیدا ہوا۔ آپ نے اس فیصلہ کے شروع میں ایک مختصر تمہید لکھی ہے۔ اس کے چند جملے نقل کر دینے سے کسی قدر حقیقت پر روشنی پڑ سکتی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

مدعیہ کی طرف سے شہادت کے لئے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن

صاحب چاند پوری، حضرت مولانا محمد نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند پیش ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری نے تمام ہندوستان کی توجہ کے لئے جذب مقناطیسی کا کام کیا۔ اسلامی ہند میں اس مقدمہ کو غیر فانی شہرت حاصل ہو گئی۔ حضرات علماء کرام نے اپنی اپنی شہادتوں میں علم و عرفان کے دریا بہا دیئے۔ اور فرقہ ضالہ مرزائیہ کا کفر و ارتداد روز روشن کیطرح ظاہر کر دیا۔ اور فریق مخالف کی جرح کے نہایت مسکت جواب دیئے۔ خصوصاً حضرت شاہ صاحب رح نے ایمان، کفر، نفاق، زندقہ، ارتداد، ختم نبوت، اجماع تواتر متواترات کے اقسام، وحی، کشف اور الہام کی تعریفات اور ایسے اصول و قواعد بیان فرمائے۔ جن کے مطالعہ سے ہر ایک انسان علی وجہ البصیرت بطلان مرزائیت کا یقین کامل حاصل کر سکتا ہے پھر فریق ثانی کی شہادت شروع ہوئی۔ مقدمہ کی پیروکاری اور شہادت پر جرح کرنے اور قادیانی دجل و تزویر کو آشکارا کرنے کے لئے شہرۂ آفاق مناظر حضرت مولانا ابو الوفاء صاحب نعمانی شاہجہانپوری تشریف لائے۔ مولانا موصوف مختار مدعیہ ہو کر تقریباً ڈیڑھ سال مقدمہ کی پیروکاری فرماتے رہے۔ فریق ثانی کی شہادت پر ایسی باطل شکن جرح فرمائی۔ جس نے مرزائیت کی بنیادوں کو کھوکھلا اور مرزائی دجل و فریب کے تمام پردوں کو پارہ پارہ کرکے فرقہ مرزائیہ ضالہ کا ارتداد آشکار عالم کر دیا۔ فریقین کی شہادت ختم ہونے کے بعد مولانا موصوف نے مقدمہ پر بحث پیش کی اور فریق ثانی کی تحریری بحث کا تحریری جواب الجواب نہایت مفصل اور جامع پیش کیا۔ کامل دو سال کی تحقیق و تنقیح کے بعد عالیجناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر نے اس تاریخی مقدمہ کا بصیرت افروز فیصلہ ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو بحق مدعیہ سنایا۔ یہ فیصلہ اپنی جامعیت اور قوت استدلال کے لحاظ سے یقیناً بے نظیر و بے عدیل ہے۔ مسلمانان ہند کی بہرہ اندوزی کی خاطر اس فیصلہ کو ایک کتابی صورت میں شائع کیا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ مواد مقدمہ کی تیسری جلد ہے۔ اس سے پہلے دو جلدیں اور ہونگی۔ جلد اول میں حضرات علماء کرام کی مکمل شہادتیں اور جلد ثانی میں حضرت مولانا ابو الوفاء صاحب شاہجہانپوری کی بحث اور جواب الجواب شائع کیا جائے گا۔ باقی رہا یہ سوال کہ یہ دونوں جلدیں کب شائع ہوں گی۔ اس کا جواب مسلمانان ہند کی ہمت افزائی پر موقوف ہے۔ تیسری جلد جتنی جلدی فروخت ہوگی اسی انداز سے پہلی دو جلدوں کی اشاعت میں آسانی ہوگی۔ حضرات علماء کرام کے بیانات اور بحث اور جواب الجواب تردید مرزائیت کا بے نظیر ذخیرہ ہے۔ اگر خدا کے فضل و کرم سے یہ تینوں جلدیں شائع ہوگئیں تو تردید مرزائیت میں کسی دوسری تصنیف کی قطعاً حاجت نہ رہے گی۔

اس مقدمہ میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کے حکم پر پہلا بیان اس احقر کا ہوا۔ تین روز بیان اور ایک دو روز جرح ہو کر تقریباً ساٹھ صفحات پر بیان مرتب ہوا۔ پہلا پہلا بیان تھا۔ ابھی لوگوں نے اکابر کے بیان سنے نہ تھے۔ سب نے بیحد پسند کیا مجھے یاد ہے کہ دوران بیان میں بھی اور مکان پر آنے کے بعد بھی حضرت قدس سرہٗ دل سے نکلی ہوئی دعاؤں کے ساتھ اپنی مسرت کا اظہار فرماتے تھے۔ اس ناکارہ و آوارہ کے پاس دین و دنیا کا صرف یہی سرمایہ ہے۔ کہ اللہ والوں کی رضاء، رضائے حق کی علامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اسئل ان یلحقنی بالصالحین۔ (جاری ہے)

تعزیتی سفر

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کا ایک نمائندہ وفد مولانا مفتی احمد الرحمٰن و مولانا محمد یوسف لدھیانوی پر مشتمل مولانا تاج محمود رح کی وفات پر تعزیت کے سلسلے میں فیصل آباد حاضر ہوئے۔ وفد نے مولانا مرحوم کے صاحبزادے طارق محمود سے کراچی جماعت کی طرف سے اظہار کیا۔ اور مولانا مرحوم کے درجات کے لئے بلندی کے لئے دعا کی۔

سعید احمد جلالپوری

پیغمبر اسلام اور شاعری

شاعر انقلاب جوش کی قیام گاہ پر ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وزیر دفاع میر علی احمد تالپور نے کہا۔

"شاعری ایک بے کار شے نہیں ہے یہ ایک پیغمبرانہ کام ہے"۔ روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ر جنوری ۱۹۸۴ء

محترم وزیر دفاع جناب علی احمد تالپور کا ادبی ذوق اور علم دوستی کسی سے مخفی اور پوشیدہ ہے۔ پھر ان کا حالیہ دور انحطاط میں شاعری ایسے انقلابی فن کی حوصلہ افزائی کرنا قابل ستائش اور لائق تحسین ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلامی شعراء نے اشاعت اسلام میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ جن میں حضرت حسان بن ثابت رضؓ اور حضرت ابی بن کعب رضؓ سرفہرست ہیں۔ اور اس سے بھی انکار نہیں کہ اسلامی شاعری جہاں تبلیغ دین کا مؤثر ذریعہ ہے وہاں اصلاح معاشرہ میں بھی تعمیری کردار ادا کرتی ہے۔ لیکن ان تمام خوبیوں کے باوصف یہ بھی اپنی جگہ مسلم ہے۔ کہ فن شعر کی تعریف وتحسین میں وزیر موصوف کا ملے۔ "پیغمبرانہ کام" کہنا بلاشبہ شاعرانہ تخیل ہے۔ جو نہ صرف خلاف واقعہ ہے بلکہ بہت بڑی جسارت ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں مجموعی حیثیت سے شعر گوئی کو بنظر استحسان نہیں دیکھا گیا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ والشعراء یتبعھم الغاؤن الم تر انھم فی کل واد یھیمون (اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں۔ (شعراء ۲۲۵)

اس کا ثبوت فراہم کرتا ہے ——— کہ شعراء چونکہ عموماً آزاد خیال اور خود رَو ہوتے ہیں لہٰذا گمراہ لوگ ہی ان کی اتباع کر سکتے ہیں ——— لیکن اس کے باوجود بھی علمائے محققین کی رائے یہ ہے۔ کہ مطلقاً شعر کہنا برا نہیں بلکہ بروایت حضرت ابی بن کعب رضؓ "بعض شعر تو حکمت ہوتے ہیں"۔ اور ایسے اشعار حکیمانہ مضامین اور وعظ ونصیحت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے طاعت وثواب میں داخل ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ مذکورہ بالا آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

"آیات مذکورہ کے شروع سے شعر وشاعری کی سخت مذمت اور اس کا عند اللہ مبغوض ہونا معلوم ہوتا ہے۔ مگر آخر سورت میں جو استثنیٰ مذکور ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ شعر مطلقاً بُرا نہیں بلکہ جس شعر میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی یا اللہ کے ذکر سے روکنا یا جھوٹ ناحق کسی انسان کی مذمت اور توہین ہو یا فحش کلام اور فحش کے لئے محرک ہو وہ مذموم اور مکروہ ہے"۔ (معارف القرآن ج ۶ ص ۵۵۴)

گویا ارشاد باری: والشعراء یتبعھم الغاون ط سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ شعر گوئی کے لئے کچھ شرائط ہیں جنکی رعایت کرنے سے شاعری نہ صرف مستحسن بن جاتی ہے بلکہ باعث اجر وثواب، اگر ان قیود کا لحاظ نہ کیا جائے تو وہی پھر میں گمراہی ہوگی۔ جس کی تائید فتح الباری میں مذکور اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ کہ جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضؓ، حضرت حسان بن ثابت رضؓ اور کعب بن مالک رضؓ جو شعراء صحابہ میں مشہور ہیں۔ روتے ہوئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! خدائے ذو الجلال نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور ہم بھی شعر کہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ آیت کے آخری حصہ کو پڑھو"۔ ابن کثیر جلد ۳ [illegible]

مقصد یہ تھا کہ چونکہ تم مومن ہو اور قواعد شرعیہ کے مطابق شعر کہتے ہو لہٰذا یہ حکم تمہارے لئے نہیں بلکہ مطلق العنان شاعروں کے لئے ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضؓ نے عدی بن فضلہ رضؓ کو (جو بصرہ کے علاقہ "میسان" کا گورنر تھا) اسی لئے معذول کر دیا تھا۔ کہ وہ فحش شعر کہا کرتا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

عربی جلد ۳ ص ۳۵۳)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگرچہ شعر اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی مگر مطلقاً شعر گوئی کو اچھا نہیں کہا جا سکتا۔ اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو منہمک شاعروں سے متعلق یہاں تک بھی فرما دیا۔ کہ کوئی آدمی پیپ سے اپنا پیٹ بھرے یہ اس سے بہتر ہے کہ اشعار سے پیٹ بھرے

(قرطبی جلد ۱۳ ص ۱۵۰)

محققین نے اگرچہ اس کی یہ تاویل کی ہے کہ آپ کا یہ فرمان اس مخصوص شاعر کے بارہ میں ہے۔ جس کو آپ ذاتی طور پر بخوبی جانتے تھے۔ مگر اس سے یہ تو ضرور ہی معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر سے کس قدر نفرت تھی۔؟ کیونکہ عموماً شعر مبالغہ آرائی پر ہوتا ہے جن میں تکلفات بعیدہ کے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے تو شاعر کو چنداں اہمیت نہیں دی جاتی کیونکہ اس کی زبان پر رطب و یابس دونوں کا یکساں طور پر صدور ہوتا ہے۔ اسی کے پیش نظر منکرین نبوت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور قرآن کریم کو شعر کہکر یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ جیسے شعر، شاعر کا خود ساختہ اور خیالی مضمون ہوتا ہے اور اس میں حقیقت سے زیادہ مبالغہ آرائی ہوتی ہے۔ نعوذ باللہ قرآن بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ساختہ کلام ہے چنانچہ جب مشرکین مکہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہیں بلکہ شاعر ہیں اور قرآن مجید ان کا شاعرانہ کلام ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں صاف طور پر یہ اعلان فرما کر

"ہم نے اپنے نبی کو شاعری نہیں سکھلائی۔
اور شاعری ان کی شان کے مناسب بھی
نہیں۔ (سورۂ یٰسین)

ثابت کر دیا کہ ہمیں اپنے نبی کی طرف شاعری کی نسبت تک گوارا نہیں چہ جائے کہ آپ اُسے شاعر کہیں۔

حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفیؒ اس آیت کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آپؐ نے کبھی کوئی شعر بھی کہا۔؟ تو آپ نے فرمایا نہیں! البتہ ایک مرتبہ فتین بن طرفہ کا ایک شعر پڑھا تھا مگر وہ بھی وزن شعری کو توڑ کر، جب حضرت ابوبکرؓ نے تصحیح کی غرض سے عرض کیا کہ شعر ایسا نہیں تو آپؐ نے فرمایا" نہ میں شاعر ہوں اور نہ شاعری میری شان کے لائق ہے"!

"اسی احکام القرآن میں آگے حضرت ابوبکرؓ کی جانب سے اس کی وجہ بتلاتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "انبیاء کو یہ علم اس لئے نہیں دیا جاتا۔ کہ کہیں اس سے کلام الٰہی (وحی) میں اشتباہ نہ واقع ہو جائے!

(احکام القرآن عربی جلد ۳، ص ۳۷۶)

قرآن کریم کی تصریحات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ شعر اچھا یا برا خواہ کیسا بھی ہو، نبی کی شان کے لائق نہیں اور نہ ہی نبی کی طرف شاعری کی نسبت کرنا صحیح ہے۔

لہٰذا آپ کی طرف شعر گوئی کی نسبت کرنا گویا مشرکین مکہ کے دعوے "بل ھو شاعر" کی تصدیق کرنا ہے۔ جو سراسر آپ کی شان میں گستاخی اور کفر ہے۔ کیونکہ شاعری شان نبوت کے خلاف ہے اور جو شاعر ہوں وہ نبی نہیں ہو سکتے۔ آخر میں ہم وزیر موصوف سے صرف اتنا عرض کریں گے کہ اس قسم کے بیانات اور تقریروں سے پہلے یہ سوچ لیا جائے۔ کہ کہیں اس سے اسلامی اقدار یا شریعت حقہ کے مسلمہ اصول تو پامال نہیں ہوں گے! کیونکہ ذمہ دار افراد کی تھوڑی سی لاپرواہی سے مخالف فائدہ اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ آپ کا "شاعری کو پیغمبرانہ کام" کہنا قادیانیوں کو اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ کہ شاعر بھی نبی بن سکتا ہے۔ کیونکہ آنجہانی مرزا بھی چونکہ شاعر سے ترقی کر کے (بزعم خود) نبوت کے دعویدار بن بیٹھے۔ تو قادیانیوں نے قرآن و حدیث کے علی الرغم یہ سمجھ لیا کہ شاعری بھی اوصاف نبوت میں سے ہے۔ انشاء اللہ ہم اپنے قارئین کو کسی صحبت میں مرزا جی کی بیگانہ روزگار سے روشناس کرائیں گے

قسط نمبر ۲

محبتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا محمد اقبال صاحب رنگونی ۔ مانچسٹر انگلینڈ

مدینے کی ہوا تو لگی ہے

بعض مخلصین نے کچھ کپڑے مدینہ منورہ سے خدمت اقدس میں تبرکاً ارسال کئے حضرت نے نہایت تعظیم اور وقعت کی نظر سے ان کو دیکھا اور شرف قبول سے ممتاز فرمایا۔ بعض طلباء حضار مجلس نے عرض بھی کیا کہ حضرت اس کپڑے میں کیا برکت حاصل ہوئی۔ یورپ کا بنا ہوا ہے تاجر مدینہ میں لائے وہاں سے دوسرے لوگ خرید لائے اس میں تو کوئی وجہ تبرک ہونے کی نہیں معلوم ہوتی۔ حضرتؒ نے شبہ کو رد فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ کی اس کو ہوا تو لگی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو یہ اعزاز اور برکت حاصل ہوئی ہے۔ (الشہاب الثاقب)

انسان کو جب کسی کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے تو اس کے تمام متعلقات سے الفت پیدا ہو جاتی ہے چونکہ حضرت گنگوہیؒ کے قلب میں حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت راسخ ہو گئی تھی اس لئے حرمین شریفین کے خس و خاشاک تک کو آپ محبوب سمجھتے اور خاص وقعت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔

حضرت گنگوہیؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ لوگ حرمین شریفین کی چیزوں زمزمی کے ٹین اور تخم خرما کو یوں ہی پھینک دیتے ہیں یہ نہیں خیال کرتے کہ ان چیزوں کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا لگی ہے۔
(تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۳)

حجرہ شریف کے زیتون کا جلا ہوا تیل

مدینہ منورہ سے بعض خدام نے (حضرتؒ کے عشق رسول کے پیش نظر) حجرہ شریفہ کے جلا ہوا زیتون کا تیل حضرت کے لئے ارسال کیا حضرت نے از خود نزاکت طبع کے اس کو پی لیا۔ حالانکہ اولاً زیتون کا تیل خود بے مزہ ہوتا ہے۔ ثانیاً بعد جلنے کے اس میں اور بھی تغیر ہو جاتا ہے۔ مگر واہ رے عاشق سید الرسل و شیدائے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔ باوجود اس نزاکت طبعی کے اسے بلا تامل لذیذ چیز سمجھ کر اور اپنے محبوب کے در سے آئی ہوئی نعمت جان کر نوش فرمایا۔ اور اسے بجائے اس کے کہ مل کر جزو بدن بنائے پی کر جزو بدن بنا لیا۔

عربی مہینوں کے ناموں سے الفت

حضرت گنگوہیؒ کو سنت مصطفویہ کے ساتھ عشق اس درجہ کامل اور فائق تھا کہ آپ کو عربی مہینے کے اسماء چھوڑ کر بلا ضرورت انگریزی مہینوں کے ناموں کا استعمال بھی گراں گزرتا تھا۔ مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ حضرتؒ کی خدمت میں ایک مرتبہ تشریف فرما تھے کہ کسی شخص نے پوچھا کہ گوالیار کب جاؤ گے انہوں نے جواب دیا جولائی کی فلاں تاریخ کو، حضرت گنگوہیؒ نے تاسف کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اور ماہ و تاریخ نہیں ہے جو انگریزی مہینوں کا استعمال کیا جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت کی تحریرات میں کہیں انگریزی یا ہندی مہینوں کا نام نہیں ہے۔

مہمانانِ رسول کا خادم ہوں

مولانا نور محمد صاحب فرماتے ہیں کہ جس زمانے میں مجھے گنگوہ کی حاضری نصیب تھی اور حضرت سے حدیث شریف پڑھا کرتا تھا، طالب علم ہو یا مسافر جو بھی حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کو ۳ روز تک حضرتؒ اپنا مہمان سمجھتے اور دسترخوان پر پاس بٹھا کر یا مکان سے کھانا منگوا کر اپنے روبرو کھلایا کرتے تھے (تذکرۃ الرشید ص)

یہ مہمان نوازی اور طلبہ کی خدمت گزاری صرف کھانے پینے تک محدود نہ تھی بلکہ آپ تو ان مہمانانِ رسولؐ کی جوتیاں اٹھانا بھی اپنے لئے باعث برکت و سعادت سمجھتے تھے۔

ایک مرتبہ صحن مسجد میں طلباء کو درس دے رہے تھے کہ بارش ہونے لگی، طلبہ کتابیں اور تپائیاں لے کر اندر بھاگے حضرت مولانا نے اپنی چادر بچھائی اور تمام طالب علموں کے جوتے اٹھا کر اس میں ڈال کر ان کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ طلباء نے جب یہ صورتحال دیکھی تو وہ پریشان ہوئے اور بعض طلباء تو رو دیئے کہ حضرت یہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ "حدیث میں آتا ہے کہ طلبہ کے لئے چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں دعا کرتی ہیں۔ اور

فرشتے ان کے پاؤں کے نیچے پَر بچھاتے ہیں ایسے لوگوں کی خدمت کر کے میں نے سعادت حاصل کی ہے۔ آپ مجھے اس سعادت سے کیوں محروم کرتے ہیں (بیس بڑے مسلمان صفحہ ۱۳۷)

قول رسول ﷺ پر پختہ یقین

ایک مرتبہ وعظ کے دوران فرمایا: میں اپنے آپ کو کہتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے طفولیت ہی میں مجھے وہ یقین عطا فرمایا تھا کہ لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور جمعہ کا وقت آجاتا تو کھیل چھوڑ کر چلا جاتا اور لڑکوں سے کہہ دیتا تھا کہ میں نے اپنے ماموں صاحب سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین جمعہ کا چھوڑنے والا (جہاں جمعہ فرض ہو) منافق لکھا جاتا ہے۔ لوگوں کو کیسا ہوا ہم مسلمان ہیں، خدا اور رسول پر تو یقین ہوگا ہی پھر ایسے غافل کیوں ہیں۔

اندازہ کیجئے کہ جس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگ بڑے ہو کر غفلت برتتے ہیں، حضرت گنگوہیؒ اپنے عہد طفولیت میں اس کا کتنا خیال فرماتے تھے اور کیسا پختہ یقین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر رکھتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ حق تعالیٰ جسے اپنا بنانا چاہیں بچپن ہی سے اس کے آثار واضح ہونے شروع ہو جاتے ہیں، یہی حال حضرت رحمۃ اللہ کا تھا۔ اور اسی کا اثر تھا کہ حضرتؒ اپنے خدام و متوسلین کو اتباع سنت کی بہت زیادہ تاکید فرمایا کرتے تھے۔

اتباع سنت کی تاکید

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ بیان کرتے ہیں سالک کو آپ جو کچھ تعلیم ارشاد فرمایا کرتے تھے اس کا خلاصہ صرف اس قدر تھا کہ حق تعالیٰ کی سچی محبت سویدائے قلب میں راسخ ہو جائے۔ جس کا ثمرہ ہر حال میں اتباع شریعت اور قدم قدم پر محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع و اقتداء ہے (تذکرۃ الرشید)

ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

سب کو محض فضل حق تعالیٰ کا جاننا چاہیے اور اپنے پر شکر اور ندامت وانفعال لازم ہے۔ اور امیدوار رحمت حق تعالیٰ کا رہنا چاہیے اور اتباع سنت کا بہت بہت خیال رہے (مکاتیب رشیدیہ صفحہ ۱۰)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔

اتباع سنت کا خیال ہر امر میں پیش نظر رہے کہ اس کے برابر کوئی امر دنیا میں رضائے حق تعالیٰ کے واسطے نہیں، قال اللہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الآیۃ اس سے زیادہ کیا لکھوں اس دستور العمل سے زیادہ بہتر کوئی دستور العمل نہیں پایا (صفحہ ۴۶)

حضرت شیخ الحدیث جناب مدنی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ

حضرت گنگوہیؒ کے وصیت نامہ میں بہت زور سے لکھا ہے کہ،

اپنی زوجہ اپنی اولاد اور سب دوستوں کو تاکید وصیت کرتا ہوں کہ اتباع سنت کو بہت ضروری جان کر شرع کے موافق عمل کریں تھوڑی سی مخالفت کو بھی اپنا بہت سخت دشمن جانیں" (اکابر علماء دیوبند صفحہ ۲۹)

درود شریف پڑھنے کی تاکید

آپ عموماً متوسلین و خدام کو درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے کہ کم از کم تین سو مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھا جائے اور اتنا نہ ہو سکے تو ایک تسبیح میں تو کمی نہ ہونا چاہیے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے پھر آپ پر درود بھیجنے میں بخل ہو تو پھر بڑی بے مروتی اور خسران کی بات ہے۔

یارب صلی وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

خلاف شرع حرکت سے ناگواری

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت گنگوہیؒ کو دیکھا کہ ہر وقت درود شریف کا ورد فرماتے تھے اور بات بہت کم کرتے تھے۔ (وعظ النور صفحہ ۳۱)

رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے ساتھ آپ کو اس درجہ الفت و عقیدت تھی کہ اس کی نظیر زمانہ میں ملنی دشوار ہے۔ آپ کی عادت اور وضع کا ہر پہلو دیکھنے والوں کو شریعت محمدیہ کی عملی تعلیم دیتا تھا۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کا ایک قدم بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف حرکت کرے۔ شریعت کی تقلید پر آپ دیکھنے والے انھوں مجبور ہو چکے تھے۔ ایک مرتبہ بعد نماز اشراق آپ تشریف لائے اور معمول کے خلاف منہ پر چادر لپیٹ کر ایک جگہ لیٹ رہے۔ ایک دن قبل کرنال سے ایک بارات گنگوہ آئی ہوئی تھی، جس میں اُن لوگوں نے رقاصہ کو بھی ساتھ لیا تھا اس بارات میں آنے والے چند آدمی حضرتؒ کے واقف بھی تھے۔ جو اسلام کی غرض سے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت منہ پر چادر ڈھانپے لیٹے ہیں، دیر تک یہ لوگ بیٹھے رہے۔ مگر آپ نے منہ نہ کھولا، آخر ایک صاحب نے کہا کہ ہم تو سلام و زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے چادر میں سے جواب دیا کہ میری زیارت میں کیا دھرا ہے۔ (یعنی جب تم نے سنت کا خیال نہیں کیا اور رقص و سرود کی محفلیں سجانے والوں کے ساتھ آئے ہو تو مجھ سے ملاقات کا کیا فائدہ؟)

باقی صفحہ ۸ پر

مولانا تاج محمودؒ کو خراجِ عقیدت

اسلام آباد - راولپنڈی

راولپنڈی، اسلام آباد میں بھی مولانا تاج محمودؒ کی یاد میں تعزیتی جلسے ہوئے۔ مولانا عبد الحکیم نے اپنی ایک اطلاع میں بتایا ہے کہ ۲۰ر جنوری کو حضرت مولانا تاج محمودؒ کی وصال کی خبر پنڈی و اسلام آباد کے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح یکا یک پھیل گئی۔ اجتماعات جمعہ میں خطباء حضرات نے مولانا تاج محمود صاحب کے نمایاں کارنامے بیان کئے اور دعائے مغفرت کی گئی۔ جامعہ فرقانیہ مدینہ کے بانی و مہتمم حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب کو جب اطلاع ملی تو انہوں نے بذریعہ ٹیلیفون و موٹر سائیکلوں کے جملہ علماء کرام اور مولانا مرحوم کے دیگر احباب کو مطلع کروایا۔ جامعہ فرقانیہ مدینہ میں جمعہ کے موقعہ پر تعزیتی جلسے سے مولانا عبد الحکیم صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ مولانا تاج محمود صاحب حضرۃ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں مجلس احرار اسلام کے قافلے میں رہ کر نہ صرف جہاد آزادی میں سرگرم حصہ لیا تھا۔ بلکہ فتنۂ قادیانیت اور کفر و الحاد دہریت کے خلاف اسلام کے لئے اور مادر وطن کی آزادی کے لئے نصف صدی تک نمایاں کارنامے سر انجام دیئے۔ ان بزرگوں کے ان مخلصانہ کوششوں کے نتیجہ میں فرنگی استعماری ظلم وستم کا دور ختم ہوا۔ اور فرنگی کے خود کاشتہ پودے دشمن اسلام و پاکستان فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کی تحریک اپنے انجام کو پہنچی۔ جامعہ مسجد فرقانیہ مدینہ کے علاوہ پنڈی اور اسلام آباد کے قریباً چار پانچ سو مساجد میں جلسہ ہائے تعزیت اور دعائے مغفرت کی گئی۔ جن میں خصوصاً قابل ذکر حضرات مرکزی جامع مسجد اسلام آباد حضرت مولانا عبد اللہ صاحب، مولانا مولانا سیف اللہ خالد، مولانا نذیر اللہ صاحب، قاضی احسان الحق صاحب۔ مولانا سید چراغ الدین شاہ صاحب، مولانا عبد الواحد صاحب مولانا عبد الحنان صاحب اختر، قاری عبد العزیز صاحب جلالی، قاری عبد المالک صاحب، مولانا عبد الستار توحیدی صاحب قاری محمد امین صاحب، مولانا محمد رمضان علوی، قاری سعید الرحمن صاحب مولانا اکرم ہمدانی صاحب، مولانا عبد الحق صاحب، قاری عبد الرؤف کے علاوہ راولپنڈی، اسلام آباد کے اضلاع میں اور ہزارہ ڈویژن میں جہاں جہاں خبر پہنچی۔ تعزیتی جلسے اور دعائے مغفرت کے ذریعے مولانا مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اسی طرح دینی مدارس اور دوسرے مذہبی و سماجی تنظیموں کی طرف سے بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

حیدر آباد

حیدر آباد، لال مسجد حیدر آباد کے خطیب قاری محمد عنایت اللہ قریشی نے اپنے تعزیتی بیان میں ایڈیٹر ہفت روزہ لولاک و مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت کے عظیم سپاہی تھے۔ مولانا مرحوم نے اپنی پوری زندگی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت میں گذار دی۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان خصوصاً مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک عظیم مجاہد سے محروم ہو گئی۔ قاری صاحب نے کہا کہ مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے جو خلا پیدا ہو گیا۔ عرصہ تک پُر نہیں ہو سکے گا۔ قاری صاحب نے

دعا کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

کراچی

پاکستان سنی اتحاد کے سربراہ الحاج مولانا محمد زکریا صاحب نے ہفت روزہ لولاک کے مدیر مولانا تاج محمود کی وفات پر گہرے غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا تاج محمود ختم نبوت کے عظیم اور سچے مجاہد تھے۔ ان کی تمام زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے شیدائی کی حیثیت سے گذری وہ سچے عاشق رسول تھے انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ دریں اثنا آج دار العلوم کورنگی میں مولانا تاج محمود کے ایصال ثواب کے لئے اساتذہ وطلبہ نے قرآن کریم ختم کیا اس موقعہ پر اساتذہ وطلبہ نے خطاب کرتے ہوئے دار العلوم کراچی کے مہتمم مولانا محمد رفیع صاحب نے مولانا مرحوم کی وفات کو ملک وملت کے لئے ایک عظیم سانحہ قرار دیا انہوں نے مولانا مرحوم کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی ختم نبوت کے پیغام کو پھیلانے اور اسلام کے اس مقدس عقیدے کے دفاع میں صرف کی اور اس کی راہ میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

پاکستان ینگ طبی کونسل کی سپریم کونسل کے سپریم کورٹ کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت پاکستان ینگ طبی کونسل کے چیئرمین پروفیسر حکیم محمد اقبال شاہد منعقد ہوا جس میں ممتاز عالم دین، روحانی پیشوا، حکیم، مولانا تاج محمود کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ مرحوم دین اسلام کے فروغ کے ساتھ ساتھ طب اسلامی کی ترویج وترقی کے لئے تاحیات سرگرم عمل رہے ان کی وفات سے قوم ایک نامور عالم محقق دردمند مسلمان سے محروم ہوگئی ہے۔

یوم فاروق اعظم آرگنائزنگ کمیٹی رجسٹرڈ پاکستان کے زیر اہتمام فیڈرل بی ایریا میں تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے پرنسپل جامعہ تعلیمات اسلامیہ مولانا دلبر حسن خان نقشبندی نے کہا کہ مدیر لولاک مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا تاج محمودؒ کی موت ایک عظیم سانحہ ہے۔ رنج وغم اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مولانا نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ تحفظ ختم نبوت اور تحفظ مقام مصطفےٰ میں گذارا۔ سہیل احمد خان نے کہا۔ کہ مولانا کی اچانک موت سے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں جو خلا پیدا ہوگیا ہے۔ وہ عرصہ دراز تک محسوس کیا جائے گا۔ مولانا انیس الرحمٰن نے کہا ہمیں ان کے مشن کو آگے بڑھانا ہوگا۔ اور مقام مصطفےٰ کے لئے ہر ممکن جدوجہد کرنی ہوگی۔ جاوید یوسف قریشی نے کہا کہ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور سوگواران کو نعم البدل کی دولت سے نوازے۔ اور ان کے مشن کو جاری وساری فرمائے تعزیتی جلسہ سے مولانا عبد الحفیظ محمد شکور، رانا محمد طاہر اور اسلم آرائیں نے بھی خطاب کیا۔ ایک قرارداد میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے مطالبہ کیا گیا کہ مرحوم کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے کسی بھی قومی شاہراہ کو ان کے نام سے موسوم کیا جائے۔

قبولِ اسلام

میں نے آج بمورخہ ۸۴/۱/۱۵ کو جامع مسجد محمدی ریلوے اسٹیشن ربوہ میں میں نے بمع اپنے اہل وعیال قاری عبدالہادی صاحب امام مسجد نور الاسلام ٹاؤن کمیٹی ربوہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور مرزائیت کو چھوڑا۔ اور میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہوں اور حضرت محمدؐ کے بعد کسی کو نبی یا رسول نہیں مانتا اور جو یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں یا رسول ہوں۔ میں اس کو کافر اور مرتد سمجھتا ہوں اور وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے سب ماننے والے کافر اور مرتد سمجھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام منکرین ختم نبوت کو حضورؐ کا اور آپ کی ختم نبوت کا شیدائی بنائے۔

رانا بشیر احمد ولد شیخ محمد وارڈ نمبر ۲ محلہ اسلام آباد شورکوٹ روڈ (ضلع جھنگ)

بقیہ : طلبہ پر تشدد

ربوہ کالج میں شعبۂ اسلامیات کے قادیانی سربراہ سلطان اکبر کو فوری طور پر اسلامیات اور عربی کی تدریس سے روکا جائے اور ان کا تبادلہ کیا جائے۔ مقررین نے کہا کہ انہیں مرکزی وزیر تعلیم کے حکم پر دوبارہ یہاں واپس لایا گیا ہے۔ جب کہ ۱۹۷۴ء میں ان افراد کو یہاں سے تبدیل کروایا گیا تھا۔ انہوں نے ربوہ میں علماء پر تشدد کرنے والے مرزائیوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ جمعیت کے ایک ترجمان نے نمائندۂ جسارت کو بتایا۔ کہ اس احتجاج کے بعد ربوہ میں مرزائیوں نے مسلمان طلبہ اور اساتذہ کو دھمکیاں دی ہیں۔ کالج کے ناظم اسمٰعیل کمی کو بھی خطرناک نتائج کی دھمکی دی گئی ہے گذشتہ روز نماز جمعہ کے اجتماعات میں فیصل آباد کی مساجد میں شہریوں نے ایک قرار داد کے ذریعے ربوہ میں مسلمانوں طلبہ پر مرزائی عناصر کے شرمناک تشدد اور غنڈہ گردی کی مذمت کی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ مجرموں کو فوراً گرفتار کر کے سزا دی جائے۔ نماز جمعہ کے اجتماعات میں مولانا ضیاء القاسمی، مولانا صدیق بلوچ، مولانا اشرف ہمدانی، طفیل احمد ضیاء اور دیگر علماء کرام نے ربوہ میں اس شرمناک واقعے کی شدید مذمت کی۔ دریں اثناء اسلامی جمعیت طلباء کے کارکنان نے شہر بھر کی مساجد میں نماز جمعہ کے اجتماعات کے احتجاجی مظاہرے کئے۔ اور اس موقع پر طلبہ نے ...یوں کے خلاف نعرے بھی لگائے جامعہ عزیزیہ جھنگ بازار میں احتجاجی مظاہرے کے بعد جلسۂ عام بھی ہوا۔ جس سے اسلامی جمعیت طلبہ کے رہنماؤں نے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ اگر حکومت نے اس کے ذمہ دار عناصر کے خلاف کارروائی نہ کی تو جمعیت راست اقدام کرے گی۔ دریں اثناء مجلس دعوت اسلامی کے صدر رائے خدا بخش کلیار سکریٹری مرزا عبد الحمید، این ایل ایف فیصل آباد کے صدر محمد شریف خان جنرل سکریٹری خالد ضیاء، کونسلر زمان خان نیازی، تنظیم شہریان کے صدر سرفراز احمد شیخ، ممتاز قانون دان افتخار فیروز ایڈووکیٹ نے الگ الگ بیانات میں اس واقعے کی مذمت کی ہے۔

بقیہ : تعزیتی جلسہ

مولانا سعید احمد جلالپوری نے کہا کہ مولانا تاج محمود کی مساعی جمیلہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں لازوال ہیں۔ مولانا موصوف نے مرتے دم تک اپنے آپ کو اس مشن کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک کی زیر قیادت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ الحاج لال حسین امیر مجلس کراچی نے کہا کیونکہ مجھے بچپن سے مرزائیوں سے شدید نفرت ہے۔ اسی بناء پر میرا تعلق ختم نبوت کے تمام اکابر سے رہا ہے۔ خصوصاً مولانا تاج محمود رح سے میرا تعلق ۳۰ برس سے ہے۔ میں نے آپ کے ساتھ مل کر ختم نبوت کے سلسلے میں کام کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس کے مدارج علیا نصیب فرمائے مولانا منظور احمد الحسینی نے کہا کہ حضرت مولانا تاج محمود رح قافلہ بخاری کے عظیم سپہ سالار تھے۔ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مولانا زکریا صاحب نے کہا کہ قادیانیت کے فتنے کا استیصال نہایت ضروری امر ہے۔ آج الحاد و زندقہ کی آگ چہار طرف لگی ہوئی ہے۔ اور کہاں کہاں تک پہنچ چکی ہے۔ قریب ہے کہ وہ آگ ہمارے خرمن ایمان تک پہنچ کر اس کو جلا دے۔ اس لئے تمام فتنوں کا سدباب انتہائی ضروری ہے۔ دین ہم تک مسلسل قربانیوں سے پہنچا ہے۔ آج پہلے کی نسبت زیادہ قربانیوں کی ضرورت ہے۔ یہ قافلہ قابل رشک ہے جس نے تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں رات دن ایک کر رکھا ہے۔ اسی کے ایک رکن رکین مولانا تاج محمود تھے جو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جو جا رہا ہے۔ اس جگہ پر نہیں اللہ تعالیٰ مولانا کو جنت عطا فرمائے۔ آخر میں یہ تعزیتی جلسہ مولانا زکریا کی دعاء پر اختتام پذیر ہوا۔ جبکہ مولانا محمد انور فاروقی نے اپنی جامع مسجد محمدی اور مولانا منظور احمد الحسینی نے جامع مسجد بزرٹہ لائن میں مولانا مرحوم کے لئے ایصال ثواب کرایا اسی طرح ملک بھر کی بے شمار مساجد میں آپ کے لئے ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کی گئی۔

ملۃ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
فون نمبر ۱۶۸۱۲   Registered S. No. 3220

ٹیچی ٹیچی

سرِ راہ اک دن کھڑا ٹیچی ٹیچی — تماشا دکھانے لگا ٹیچی ٹیچی
اکھٹے ہوئے لوگ جب کچھ تو اپنا — سنانے لگا ماجرا ٹیچی ٹیچی
یہ "عودیت" کی دوا بیچتا ہے — رجسٹرڈ ہے مارکہ ٹیچی ٹیچی
مطلب اس کا کچھ دن رہا قادیاں میں — خسارہ میں لیکن رہا ٹیچی ٹیچی
یہ ہے وید اناڑی پہ بنتا ہے "ناڑی" — غضب کا ہے بہروپیا ٹیچی ٹیچی
ہوا ہند اسی عرصہ میں منقسم جب — لئے "ٹیچیت" کو بھگا ٹیچی ٹیچی
چلاتا ہے "ربوہ" میں اب اپنا دھندہ — وہیں بیچتا ہے دوا ٹیچی ٹیچی
وہاں ٹیچی ٹیچی کئی اور بھی ہیں — مگر یہ ہے سب سے بڑا ٹیچی ٹیچی
فرنگی کے گھر کا تھا "موعود ٹیچو" — جو اس کو بنا کر گیا ٹیچی ٹیچی
اسی کی طرح کفر یہ "ٹیچتا" ہے — کہ گم کردہ ہے راہ کا ٹیچی ٹیچی
نیا ایک ہر روز اٹھاتا ہے فتنہ — بڑا بھائی پرویز کا ٹیچی ٹیچی
مخالف مذاہب کا "کمیونزم" ہے — تُو دشمن ہے اسلام کا ٹیچی ٹیچی
جیسے "پہلے ٹیچو" نے "ٹیچی" تھی "ظلمت" — اسی کا یہ ہے دوسرا ٹیچی ٹیچی

وہ ٹیچو کہ جو ہو گیا آنجہانی
ہے گھر کا اسی کے پلا ٹیچی ٹیچی